التقریظ والانتقاد

اُردو املا

ایک تنقیدی جائزہ

(۵)

از جناب مولوی حفیظ الرحمان صاحب واصف

مال صـــ۱۸۸ـــ

مولانا راشد الخیری مرحوم لفظ ماں کو بغیر نون غنہ لکھتے تھے۔ حکیم ناصر نذیر فراقؔ مرحوم نے ساتھ کو سات لکھا۔ میں نے دریافت کیا۔ فرمایا کہ ہم تو یونہیں بولتے ہیں اور یونہیں لکھتے ہیں۔ دونوں حضرات میرے والد سے بھی عمر میں کچھ بڑے اور ٹھیٹ دلی والے۔ جائے ادب تھی خاموش ہونا پڑا۔ مگر دل نے اس املا کو کبھی قبول نہیں کیا۔

لفظ دونوں میں نون غنہ کیوں نہ ہو جب کہ تینوں، چاروں، پانچوں، میں موجود ہے۔ رہا ایک نون کا اضافہ تو وہ اجتماعِ واؤ دین کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ جیسوں اہل دہلی

نوٹ:۔ صفحات کا حوالہ میں اس طرح لکھتا ہوں صـــ۲ـــ سـ۹ـــ۔ لیکن برہان کے کاتب صاحب سے میری ہدایت پر عمل نہیں ہوا اور پچھلے رسالوں میں کاتب نے غلط لکھ دیا۔ (واصفؔ)

نہیں بولتے۔ اس کی جگہ چھ کے چھ کہتے ہیں۔ پھر ساتویں، آٹھویں، بھر نوکے نو۔ یہاں سے سو تک یہی طریقہ رہے گا۔

باٹ ص۱۹۳

دہلی میں آلۂ وزن کے معنی میں لفظ بٹہ صحیح اور فصیح ہے۔ باٹ قرب و جوار کے دیہاتی بولتے ہیں۔ مگر چوں کہ تقسیم ملک کے نتیجے میں اہل دہلی عشر عشیر ہی رہ گئے۔ باٹ کا لفظ بھی اب دہلی میں سنا جاتا ہے۔ آلات وزن کے معنی میں بٹ اور بانٹ دونوں غلط ہیں۔ بٹہ کا املا ہمیشہ سے بہائے مختفی ہے اور یہی رہنا چاہیے۔ تاکہ بٹا حسابی اصطلاح سے التباس نہ ہو۔ (ایک بٹا دو ½ وغیرہ)

پھٹنا ص۲۱۰

پھٹنا، بجھنا اور ایسے ہی بعض اور مصادر ہیں جن میں نون غنہ نہ تلفظ میں ہے نہ املا میں۔

گھوٹنا، گھونٹنا ص۲۲۵

اہل دہلی واؤ مجہول و معروف کا امتیاز کرتے ہیں۔ واؤ مجہول کے ساتھ نون غنہ نہیں ہے (اردو مصدر نامہ) فرہنگ آصفیہ میں یہ کوتاہی تو سب جگہ ہے۔ نہ ضبط اعراب ہے نہ واؤ مجہول و معروف اور یائے مجہول و معروف کی وضاحت۔

کونپل ص۲۲۹

یہ لفظ فارسی میں یاد نہیں آتا کہ کہیں نظر سے گذرا ہو۔ آصفیہ میں لفظ کلا کے تحت لکھا ہے۔ "درخت کی وہ کونپل جو کلی کی طرح اول نکلتی ہے۔ اور بعد میں اس میں سے بڑے بڑے پتے نمایاں ہو جاتے ہیں۔ فارسی میں اس کو تُندہ کہتے ہیں۔"

غیاث اللغات میں کوپلہ کے معنی شگوفہ لکھے ہیں۔ سلیمان حکیم نے شگوفہ نہیں لکھا۔ آصفیہ نے کوپل کے معانی میں کلی بھی لکھا ہے۔ میرے خیال میں یہ صحیح نہیں۔ کلی اور چیز ہے

کونپل اور چیز ہے۔ فی الحال فارسی الفاظ کی تحقیق کی ضرورت نہیں۔
کونپل کا صحیح املا بواؤ مجہول اور نون غنہ ہے۔ یہ دہلی کا تلفظ ہے یوپی میں اس کا مرادف لفظ کلّا ہے۔

منچھ دھار ص ۲۳۶

اس مرکب کو الگ الگ لکھنا چاہیے۔ اور بجائے مخلوط لکھنا چاہیے۔ مونچھ میں نون غنہ ہے تلفظ میں بھی اور کتابت میں بھی۔ لہٰذا صحیح املا مع نون غنہ ہے۔ مچھندر میں سے واو مع نون غنہ ساقط ہوگیا ہے۔ لفظ مرنچھ مرکب معلوم ہوتا ہے۔ مونھ، چھاں سے یعنی مونھ کا سایہ یا سائبان۔ گھس گھسا کر مونچھ رہ گیا۔ لفظ مونھ میں نون غنہ ہے وہی اس میں بھی ہے۔

پہنچنا ص ۲۵۳

میں بغیر سوچے سمجھے بغیر واؤ کے لکھنے کا عادی ہوگیا ہوں۔ مگر مع واؤ پہونچنا کو بھی جائز سمجھتا ہوں۔ اس میں واؤ معدولہ نہیں ہے۔ تلفظ میں بھی واو ہے۔
البتہ کلائی کے معنی میں پہنچا اور زیور کے معنی میں پہنچی، بغیر واؤ کے لکھنا چاہیے ان میں معنی مصدری نہیں ہیں۔

لوہار۔ ویسے ہی پٹ پٹا کر پچک چکا تھا۔ یعنی لفظ ہار تو پورا موجود ہے لوہا آدھا رہ گیا۔ اب اگر واو پر بھی گھن چلا دیا جائے تو صرف لام رہ جاتا ہے۔ لہٰذا لفظ لوہار کا املا واو کے ساتھ ضرور رہنا چاہیے۔ جب کہ تلفظ میں بھی خفیف واو موجود ہے۔

جوڑواں ص ۲۵۵

اہل دہلی لفظ جوڑواں میں واضح طور پر واؤ مجہول کا تلفظ کرتے ہیں۔ از شتی (مادہ شتر) میں واضح واؤ معروف ہے۔ اونچائی میں بھی واؤ معروف کا تلفظ ہے

مگر اونچا کی بہ نسبت کچھ ہلکا۔ جوتاؤ اور جوتائی میں واؤ مجہول کا تلفظ موجود ہے جوڑواں، اونٹ، اونٹنی، اونچا، اونچائی، جوتاؤ، جوتائی۔ سب میں واؤ لکھا جائے گا۔

یہ عجیب مضحکہ انگیز کلیہ ہاتھ آگیا ہے کہ غیر ملفوظ کو کتابت میں بھی نہیں آنا چاہیئے۔ آپ جب موقع، موضع، مصرع، قلعہ کی جمع بنا کر بولتے ہیں تو انصاف سے فرمائیے کہ کیا واقعی عین کا تلفظ ہوتا ہے۔؟ املا میں آپ عین لکھیں گے یا نہیں؟

گولائی ص۲۶۱

دہلی میں گومڑا، گھوکھرو، گولائی۔ واو کے ساتھ بولتے ہیں اور واؤ کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اور آپ کے مشورہ کو قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ علاقائی لہجوں کے اختلاف کو علاقوں تک محدود رکھیے۔ گلاوٹ انشا کے اختراعی الفاظ میں سے ہے کہیں بولا نہیں جاتا۔

بٹہ کی طرح پٹہ کا املا بھی ہائے مختفی سے مرجح ہے۔ فرق و امتیاز کے لئے کتے کے گلے کے پٹے کو الف سے لکھ سکتے ہیں۔

استثنا ص۲۶۳

جیسا بولو ویسا لکھو۔ کلیہ بنا کر پھر استثنا؟ اب تک کوئی کلیہ استثنا سے پاک نہ ہو سکا۔ متقدمین تو گنہ گار تھے۔ لیکن آپ نے یہ اکھیڑ پچھاڑ کر کے دماغ کو اور ذوق سلیم کو کونسا سکون عطا فرمادیا۔

ہندوستانی ص۲۶۴

ہندوستانی کے لفظ میں سے واؤ کو اس وقت حذف کیا گیا تھا جب گاندھی جی نے کانگریس میں یہ تجویز پاس کرائی تھی کہ سوراج کے بعد ہندوستانی زبان ملک کی قومی و سرکاری زبان ہوگی۔ اس کی تعریف یہ کی گئی تھی کہ "وہ زبان جو تمام شمالی ہند

میں بولی جاتی ہے۔ دیوناگری اور فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔" یہ نیا نام اسلئے تجویز کیا گیا تھا کہ اردو کا لفظ پسند نہیں تھا۔ اردو والوں نے اس کو بھی گوارا کیا بلکہ ایک قدم اور بڑھایا کہ ہندوستان کے لفظ میں سے واؤ کو حذف کرنے کا مشورہ دیا۔ کچھ دنوں تک تو میں نے بھی اسی طرح لکھا لیکن جب وہ پردہ ہٹ گیا تو میں نے قدیم املا اختیار کر لیا۔ الہ آباد کی ہندوستانی اکادمی کو غور کرنا چاہیے کہ ہندستانی کسی زبان کا نام نہیں ہے۔ بس ہندی ہے یا اردو۔ اردو کے حامیوں کو کانگریس کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے خود ہی اس پردے کو ہٹا دیا۔ اور اردو کے نام کو زندہ رہنے کا موقع دے دیا۔

بوالعجب، بوالہوس، بوالفضول ص۲۹۷

فرہنگ جہانگیر، برہان قاطع، لغت نامہ دہ خدا کے حوالہ سے جو بات کتاب میں لکھی گئی ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ وہی صحیح ہے۔ لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ اردو میں تو یہ الفاظ قلیل الاستعمال ہیں۔ اور فارسی والوں نے آج تک ان کا املا نہیں بدلا سلیمان حییم نے ابوالعجب، بوالعجی، بوالفضول بوالہوس، بوالہوسی، سب کو متعارف املا سے لکھا ہے۔ اور بلکامہ، بلغاک، بلغندہ میں سے کوئی لفظ اس میں نہیں دیا گیا۔ صاحب غیاث نے بھی میر عبدالواسع اور فرہنگ جہانگیری کی تائید نہیں کی۔ پھر بلا وجہ ایک نامانوس املا اختیار کرنے اور انتشار پیدا کرنے سے کیا فائدہ ؟۔

یہاں تو آپ صدیوں پرانی اصل کی طرف واپس لے جانا چاہتے ہیں۔ اور رحمۃ العلم، کعبۃ اللہ، مکۃ المکرمہ وغیرہ کو اصل کے خلاف لمبی ت سے لکھنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ کیا یہ اردو کو آسان بنانے کا نسخہ ہے؟

پھوہارا ص ۲۷۷

دراصل صحیح املا پھوہارا ہے۔ پھو کے معنی اسپرے کے ہیں (دیکھیے پھوہا اور پھوئیاں) ہار کے معنی والا۔ یعنی پانی اڑانے والا۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ دھوبی مونھ میں پانی بھر کر پھو پھو کر کے کپڑوں پر پانی چھڑکتے ہیں۔ پھر استری کرتے ہیں۔ لفظ ہار کے آگے کبھی الف بڑھا دیتے ہیں جیسے لکڑہارا۔

پھوہارا بالکل اردو لفظ ہے۔ عربی لفظ فوارہ بفتح اول بروزن علامہ صیغہ اسم مبالغہ ہے۔ معنی اتفاق سے اس کے اسی کے قریب ہیں۔ دونوں کو گڈمڈ نہیں کرنا چاہیے۔ اب اردو لفظ کا املا جو آپ چاہیں پسند کرلیں۔

پھوہارا۔ ہم نے اپنے اکابر کو اسی طرح لکھتے دیکھا۔ یعنی واؤ بھی اور ہائے ہوز بھی۔ اس کی اصل تحقیق طلب ہے۔

ہائے ملفوظ ص ۲۸۰

آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ "ابتدائے لفظ میں آنے گی تو (ب) کے شوشے کی طرح لکھی جائے گی"۔ ب کے شوشے اور ہ کی گھنڈی میں بہت فرق ہے۔ فن خطاطی کی کتابیں دیکھیے۔

جس کو آپ غلط نگاری فرمارہے ہیں۔ وہ غلط نگاری نہیں ہے متقدمین نے بھی املا میں التباسات سے بچنے کے طریقے اختیار کیے تھے۔ نیچے والا شوشہ جلدی میں اکثر غائب ہوجاتا ہے اور پرانی تحریرات میں شوشہ (یا لٹکن) لکھنے کی پابندی نہیں تھی۔ فعل امر کو دو ہاؤں سے لکھتے تھے۔ کہہ، بہہ، سہہ، تاکہ کاف بیانیہ، حرف بار، اور نام عدد سے التباس نہ ہو۔ اور آج تک یہی املا جاری و متعارف ہے۔ بچہ بچہ سمجھتا اور پڑھتا ہے کوئی مسخ واقع نہیں ہوتا۔ میں پھر عرض کروں گا کہ محاورات اور املا میں منطقی انداز فکر نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ فلالوجی کا انداز فکر ہونا

۰۰۰

چاہیے۔ اور عرف عام کو بالکل نظر انداز کردینا سخت نادانی اور لسانیات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

ایک جگہ تو آپ یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ۃ کے ساتھ تنوین نصبی میں ہر جگہ الف لکھا جائے خواہ وہ ۃ اصلی ہو یا زائدہ۔ کیوں کہ یہ جاننا دشوار ہے کہ کونسی ۃ اصلی ہے کونسی زائدہ۔ وقتاً میں بھی دفعتاً میں بھی سب میں الف لکھا جائے۔

یہاں آپ مشورہ دے رہے ہیں کہ کاف بیانیہ (کہ) اور فعل امر (کہہ) عدد (سہ) اور فعل امر (سہہ) حرف جار (بہ) اور فعل امر (بہہ) ان سب کو ایک ہ سے لکھو۔ اول میں شوشہ (یا ٹشکن) نہ لگاؤ۔ کیوں کہ وہ ہائے مختفی ہے۔ اور فعل میں ضرور لگاؤ کیوں کہ وہ مادے کی ہ ہے۔

کیا یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہوگا کہ لوگ کیوں کر امتیاز کریں گے ہائے مختفی اور ہائے مادہ میں؟ لفظ یہ اور وہ میں ہائے مختفی ہے یا ہائے مادہ؟

اگر توبہ، توجہ، جگہ وغیرہ میں ٹشکن نہ ہو تو کیا ان الفاظ کا پڑھنا دشوار ہوگا۔

پھر وہی استثنا! وہی گناہ جو متقدمین نے کیا تھا! فاتحہ، مصافحہ، مشافہہ، مواجہہ وغیرہ میں آخری ہ کا ٹشکن کیوں نہیں لگے گا؟ اس استثنا کی کوئی معقول وجہ؟۔

آپی ص ۲۹۶

آپ ہی ایک ہی کا املا آپی، ایکی بالکل متروک ہے۔ اب کوئی اس طرح نہیں لکھتا۔ ایکا ایکی کا محاورہ اور ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے دیکھا دیکھی میں۔ الف تکرار کے لئے ہے اور "ی" ہی کا مخفف نہیں ہے۔ شرما شرمی، گرما گرمی وغیرہ اور بھی ایسی مثالیں ہیں۔ کسی، ابھی، اسی پر آپی کو جائز قرار دینا صحیح نہیں۔ محاورہ میں قیاس

کا کام نہیں رواج وعرف کو دیکھا جاتا ہے۔ انھی کوئی املا نہیں۔ ان ہی یا انھیں صحیح ہوسکتا ہے۔ اس قسم کے الفاظ کی صحیح صورت درج ذیل ہے:۔

یوں ہی، ان ہی، تم ہی، ہم ہی، ضرورت شعری میں الگ الگ کر سکتے ہیں۔ ورنہ یونہیں انھیں، تمھیں، ہمیں، صحیح ہے۔ یں ہی، جوں ہی، توہی۔ ہر حال میں الگ الگ رہیں گے۔ ابھی، کبھی، جبھی، سبھی، مجھی، تجھی، ہر حال میں صورت مرقومہ پر رہیں گے۔ وہی، یہی، اسی، کسی۔ ہر حال میں مرکب رہیں گے۔

ہتھیلی ص ۳۴۲

ہتھیلی ہتھیار، ہتھکڑی، ہتھیانا، سب میں ہائے ملفوظ ہے اور یہی صحیح ہے۔ سب سے زیادہ تو اخبارات ہی نے زبان کی فصاحت کا بیڑا غرق کیا ہے۔ اور ماشاء اللہ آپ اخباری زبان کی سند پکڑ رہے ہیں۔

جرأت ص ۳۵۹

لفظ جرأت بروزن قدرت ہے۔ الف پر ہمزہ ضرور لگے گا۔ یہی اس کا متعارف املا ہے۔ لفظ قرارت بروزن قیامت ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ میں ہمیشہ الف کے بعد ہمزہ لکھتا ہوں۔ لیکن جب کاپیاں دیکھتا ہوں تو پریشان ہو جاتا ہوں۔ کراما کاتبین ہمیشہ ہمزہ کو الف کے کندھے پر سوار کر دیتے ہیں۔ چیپیاں لگوانی پڑتی ہیں۔ اس کا کوئی دوسرا املا نیز تلفظ مجھے بالکل گوارا نہیں خواہ استاد ذوق نے باندھا ہو یا اور کسی نے۔ حالاں کہ استاذ ذوق میرے دادا استاد بلکہ پردادا ہیں۔

ہیئت ص ۳۶۱

اس لفظ میں ہمزہ کے نیچے ی کا شوشہ لازمی ہے۔ آپ نے نہیں لکھا۔ ھَیْئَۃٌ مفرد ہے۔ اس کی جمع ہیئات کو آپ نے ایک جگہ ی کے شوشے سے لکھا ہے اور ایک جگہ بغیر شوشہ۔ ہمزہ کے نیچے ی کا شوشہ واحد و جمع دونوں میں ضروری ہے۔

سائیسی ۳۶۷

سائس بروزن قائد، سیاست کا اسم فاعل ہے۔ اردو میں پہلے سائیس بنا پھر سہیس۔ بڑے اور نچلے طبقے کی فصیح و بلیغ زبان ہے۔ سائیس بھی فصیح، علم بروزن حِلم بھی فصیح اور دریاؤ تو افصح ٹھہرا۔ اگر دریاؤ بھی کوئی لغت ہے تو ٹیسن اور لڑی جر (ل ڑ ی ج ر) کو بھی لغت میں آنا چاہیے۔ غیاث اور آصفیہ میں صیغہ صفت مشبہ سئیس بروزن رئیس بھی لکھا ہے۔ معلوم نہیں کہاں سے لکھا ہے۔ کسی عربی لغت میں نہیں ملا۔ سیاست کا مادہ (س و س) ہے۔

قاعدہ یہ کہتا ہے کہ اس مادے سے اگر صفت مشبہ آئے گا تو سید، جید کے وزن پر سیس (بیائے مشدد مکسور) آئے گا۔ رئیس کے وزن پر نہیں آسکتا۔ اور اگر اس وزن پر آئے گا تو طویل کی طرح سویس ہوگا۔ مگر ان دونوں میں سے ایک بھی میری نظر سے نہیں گذرا۔

دباؤ ۳۶۸

دباؤ (حاصل مصدر) دباؤ اور دبائے (فعل) ہمزہ سب میں لکھا جاتا ہے۔ یہ ہمزہ کئی خدمتیں انجام دیتا ہے۔ حاصل مصدر میں تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ واؤ کے تلفظ میں شدت نہیں ہے۔ خفت ہے۔ دوسری بات یہ بتاتا ہے کہ یہ واؤ عاطفہ نہیں ماقبل کا جزو ہے۔ (حاصل مصدر کی بحث دیکھو اور دو مصدر نامہ: ردیف ل گ)۔

فعل اصل میں دباوو۔ دباوے۔ آوو۔ آوے۔ جاوو۔ جاوے تھے جب واؤ کو ہمزہ سے بدلا تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ الف اور واوِ جمع کے بیچ میں ہمزہ لکھتے (جاءو) مگر واؤ کے اوپر ہمزہ لکھنے کا رواج پڑ گیا۔ اور اب رواج کو حاصل مصدر میں بھی اور فعل میں بھی بدلنا ممکن نہیں۔

اب رہا امتیاز! تو وہ عبارت کے سیاق و سباق سے خود بخود ہوتا ہے۔ سیاق

وسباق سے الفاظ کے معنی کا فہم و تعین بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بڑی سے بڑی شخصیت بڑے سے بڑا ادیب اور عالم و فاضل اس کا محتاج ہے۔

آپ سے اگر کوئی شخص کم مایگی کے معنی دریافت کرے تو آپ کہیں گے ناداری لیکن جب وہ مندرجۂ ذیل شعر کا مطلب پوچھے گا ؎

بفیض سائلِ شیریں نوا بزم ادیباں میں باین کم مایگی واصف پئے عرضِ ہنر آیا

تو آپ کہیں گے یہاں کم مایگی کے معنی نااہلیت و ناقابلیت ہیں۔

آپ سے کوئی جلوس کے معنی پوچھے تو آپ کہیں گے، ایسا مجمع جو کسی بڑے آدمی کے اعزاز میں یا اور کسی مقصد سے سڑک پر منظم طور پر چلے۔ لیکن جب وہ کتاب میں لکھا ہوا سنہ جلوس شاہجہانی آپ کو دکھائے گا۔ تو آپ کہیں گے یہاں تخت نشینی کے معنی ہیں۔

آپ کسی کو پاس بٹھا کر مندرجۂ ذیل جملے بول کر لکھوائیے ؎

وہ سہر ملاقات آئے تو میں بحر ندامت میں غرق ہو گیا۔ تم نے چوکھٹ پر کیوں آری چلائی؟ ہم تو تمہاری شرارتوں سے عاری آ گئے۔ کوچہ نعل بندان اس کا مولد ہے۔ اس کی نال وہیں کٹی۔ مولانا آسی مدراسی بہت بڑے عالم تھے۔ مجھ عاصی کو ان سے کیا نسبت۔ عسل دراصل مکھی کے بچوں کی خوراک ہے۔ اس نے علم بغاوت بلند کیا اور شکست کھا کر رنج و الم میں مبتلا ہوا۔ عام طور پر لنگڑا آم زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ لاؤڈ اسپیکر آواز کو بلند کرنے کا آلہ ہے اگر اعلیٰ قسم کا ہو تو بگڑتا نہیں۔ بعض لوگ ناصح بن کر کہتے ہیں کہ اس شغل سے باز آ جاؤ۔ اپنی صوابدید سے کام کرو۔ اگر نیت نیک ہے تو ثواب سے محروم نہ رہو گے۔

دیکھیے۔ سہر اور بحر۔ آری اور عاری۔ نعل اور نال۔ آسی اور عاصی۔ عسل اور اصل۔ علم اور الم۔ عام اور آم۔ آلہ اور اعلیٰ۔ بعض اور باز۔ صواب

اور ثواب، تلفظ یکساں ہے۔ آپ نے بولتے وقت بھی کوئی امتیاز نہیں کیا۔ لیکن لکھنے والا اگر بالکل جاہل نہیں ہے تو سب کو صحیح املا کے مطابق لکھے گا۔

اسی طرح پڑھنے میں بھی الفاظ کے معنی سیاق و سباق سے سمجھے جاتے ہیں۔ اگر سیاق و سباق کا فہم نہیں ہے تو جاہل اور عالم سب برابر ہیں۔

کماؤ ص۳۶۹

کماؤ (صیغہ جمع فعل امر) اور کماؤ (صیغہ اسم مبالغہ) ان دونوں میں مابہ الامتیاز کیا ہوگا؟ - وہی سیاق و سباق؟ -

دیو، خدیو وغیرہ میں واو ملفوظ ہے ان میں ہمزہ لکھنا بے شک غلط ہے۔ اور کوئی لکھتا بھی نہیں ہے۔ ہم نے تو کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔

موافق ص۳۸۰

یہاں پھر وہی اصل مادّہ کی بات آپڑتی ہے۔ اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ جو الفاظ یہاں آپ نے لکھے ہیں ان میں سے بعض الفاظ کے مادہ کا فائے کلمہ (حرف اول) واو ہے۔ ایسے الفاظ مزید مشتقاتِ مروجہ اردو کے ساتھ درج ذیل ہیں:-

موافق، موافقت، وفاق، وفق، توفیق، موفق، اتفاق، متفق، مستوفق، توافق۔ مواصلت، وصال، وصل، واصل، موصول، ایصال، موصل، اتصال متصل، وصلی، موقر، وقار، توقیر، موکل، متوکل، توکیل، وکیل، وکالت، توکل موشح، توشیح،

موازنہ، وزن، وزنہ، موزون، میزان، موازین، توزین، اوزان۔ توازن متوازن، متوجہ، توجیہ، وجہ، وجوہ، وجاہت، وجیہ، جہت، جہات، توجہ، متوجہ، مواجہہ۔

بعض الفاظ میں فائے کلمہ الف (باصطلاح عرب ہمزہ) ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

مؤثر، تاثیر، تاثر، متاثر، اثر، آثار، ایثار۔
مؤوّل، تاویل، آلہ، مآل۔
مؤخر، تاخیر، تاخر، متاخر، متاخرین، آخرت، اخیر، آخر، آخری، آخردی۔
مؤدب، تادیب، ادب، ادیب، اُدبار، آداب،
مؤکد، تاکید، مؤکدہ، اکید۔
مؤذن، اذان، تاذین، اِذن، استیذان، ماذنہ۔
مؤید، تایید۔
مؤرخ، تاریخ، ارخ، مؤرخین، مؤرخہ۔
مؤلف، تالیف، الفت، مالوف، مؤلفہ۔
مؤنث، تانیث، انثیٰ، اناث۔
مؤاخذہ، اخذ، آخذ، ماخوذ، ماخذ، مآخذ۔
مؤسس، اساس، تاسیس، مؤسسہ۔
مؤجل، اجل، تاجیل، آجل۔

واؤ والے الفاظ میں واؤ پر ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔ اور تلفظ واؤ کا ہوگا اور ہمزہ والے الفاظ میں واؤ پر ہمزہ ضرور لکھا جائے گا اور تلفظ ہمزہ کا ہوگا۔

اگر پھر بھی پہچان میں دشواری ہو تو ایک آسان سی پہچان اور عرض کرتا ہوں۔ جن مادّوں کا فائے کلمہ واو ہے۔ ان کے باب تفعیل میں ت کے ساتھ واو لکھا جاتا ہے۔ جیسے توفیق، توقیر، توکیل، وغیرہ۔ اور جن میں فائے کلمہ ہمزہ ہے ان کے باب تفعیل میں ت کے ساتھ الف لکھا جاتا ہے۔ جیسے تاثیر۔ تاخیر، تاریخ، وغیرہ۔

رُؤسا، ص ۱۳۸

اگر ہم رئرؤس ا دبروزن ہیوئی) لویں تو گناہ کیا ہے؟ ہماری ملکیت ہے۔

جس طرح چاہیں تصرف کریں۔ بارئیسوں کے بجائے رہیسوں کہیں۔ کسی کو کیا حق ہے۔ کہ ہماری شخصی آزادی میں مداخلت کرے۔ مندرجۂ ذیل الفاظ میں بھی ہمزہ کے متعلق حکم صادر فرمایا جائے :۔

رؤیا (خواب) فؤاد (قلب) تفاؤل۔ عبدالرؤف۔ لؤلؤ۔ (موتی) لئیم، لئام، لؤمار۔ رؤوس (جمع راس) کوؤس (جمع کاس۔)

واوِ عطف ص ۳۸

واو عاطفہ دراصل مفتوح ہے۔ عربی سے فارسی میں پھر اردو میں آیا۔ اردو ادب میں مفتوح تو شاید ضرورت شعری سے بھی شاذونادر ہی استعمال ہوا ہوگا۔ عرائض نویسوں اور منشیوں کی زبان سے کبھی کبھی دال وچاول، میدہ وآٹا۔ سبزوکرسی سن کر وسمجھ کر وغیرہ سننے میں آجاتا ہے۔ فارسی میں بھی واو عطف مفتوح بہت کم استعمال ہوتا ہے اس وقت اس کی ایک مثال سامنے ہے :۔

آنہا کہ محیط فضل و آداب شدند در کشف علوم شمع اصحاب شدند
رہ زیں شب تاریک نبردند بروں گفتند فسانۂ، و در خواب شدند

(رباعیات عمر خیام)

اس کے استعمال کے دو طریقے ہیں۔ مکتوب غیر ملفوظ ماقبل مضموم۔ جیسے

زبسکہ مشق تماشا جنوں علامت ہے کشاد و بست مژہ سیلیِ ندامت ہے

کشاد کی دال مضموم ہے۔ واؤ معطل ہے لیکن کتابت میں موجود رہے گا۔ واؤ معدولہ کی طرح اس پر ہاتھ صاف نہیں کیا جائے گا۔ (یہ واؤ تقطیع میں نہیں آئے گا)

دوسرا طریقہ مکتوب ملفوظ ساکن ماقبل مضموم۔ جیسے

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

شب کی ب مضموم واؤ ساکن ملفوظ (یہ واؤ تقطیع میں آئے گا۔)

ان دو کے علاوہ اردو میں اس کے استعمال کا کوئی طریقہ نہیں۔ واؤ عاطفہ کا ماقبل ہمیشہ مضموم ہوگا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہائے مختفی والے الفاظ میں اس واو عاطفہ کا ماقبل مضموم ہوگا۔ یا خود متحرک ہو جائے گا۔؟ بندہ و خواجہ کو کس طرح پڑھیں گے۔ (بَ نْ دُ ہ) یا (بَ نْ دَ ہْ وَ) یا (بَ نْ دَ ہْ وُ) اور ترکیب اضافی میں کیا کریں گے؟ کیا ہائے مختفی کے نیچے زیر آئے گا۔؟ (بَ نْ دَ ہِ)

ہائے مختفی کبھی متحرک نہیں ہوتی۔ اس لیے تلفظ اس کا مبدل بہمزہ ہو جاتا ہے۔ لیکن لفظ کی ہیئت کو کتابت میں قائم رکھا جاتا ہے۔ اب کیا کیا جائے؟ ہمزہ لکھنے سے آپ کو چڑ ہے تو اور کوئی ترکیب بتایئے جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ ہائے ہوز کا تلفظ بدل گیا ہے۔ شاید آپ کہیں گے کہ ہائے مختفی کا تلفظ ہی نہیں ہوتا۔ وہ تو حرکت ماقبل کو سہارا دینے کے لئے آتی ہے تو فرمایئے عطف میں ضمہ اور اضافت میں کسرہ کس حرف پر آئے گا؟۔

اب لیجئے الف والے الفاظ۔ جزاؤ سزا۔ اخفاؤ اظہار وغیرہ۔ ان میں کیا واو عاطفہ مفتوح کیا جائے گا۔؟ اگر نہیں تو کیا واؤ کا ماقبل (الف) مضموم ہوگا؟ اور اضافت میں مکسور کونسا حرف ہوگا۔

کوئی ایسی ترکیب بتایئے جو مرکب اضافی، مرکب عطفی، مرکب توصیفی وغیرہ سب میں کام آئے اگر الگ الگ نسخے تجویز کیے گئے تو مزید انتشار کا سبب ہوگا۔

بے شک واؤ عاطفہ کا ماقبل اگر یائے تحتانی ہے تو واو عاطفہ پر ہمزہ نہیں آئے گا۔ خود (ی) کبھی بہ تخفیف کبھی بہ تشدید مضموم و مکسور ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے ہمزہ یہاں نہ تلفظ میں ہے۔ نہ کتابت میں۔ جیسے بندگیٔ خدا۔ کج ادائیٔ دوست۔ وغیرہ۔

یادش بخیر! استاد مرحوم حضرت سائل دہلوی کا فرمودہ یاد آگیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ سے ناب، نانی و نوش، لے و بربط وغیرہ الفاظ کو کس طرح پڑھا اور لکھا جائے گا؟۔

فرمایا کہ صاف اور واضح طور پر (ی) کا تلفظ ہوگا۔ جو لوگ ہمزہ پڑھتے ہیں۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ ہر ایک ترکیب میں۔(ی) خود متحرک ہوگی۔ فرمایا دیکھو! کز نیستاں چوں مرا ببریدہ اند، مولانا روم کا مصرع ہے۔ اس میں (ی) متحرک ہے نا؟۔

ص ۳۸۴ پر آپ کی دی ہوئی مثال، شمع و گل تا کے وبہ وانہ و بلبل تا چند، اس کی تائید کرتی ہے۔

جن الفاظ میں واو عطف کا ماقبل واو ہے ان میں کوشش کی جاتی ہے کہ ماقبل کو مضموم نہ کیا جائے۔ کیوں کہ واو پر ضمہ ثقیل ہوتا ہے۔ تو اگر مادہ میں (ی) موجود ہے جیسے جو یدن میں، تو اس کو واپس لے آتے ہیں۔ نہ ہو تو اضافہ کر دیتے ہیں۔ جیسے جستجوئی و تلاش، آرزوئی و تمنا، وغیرہ۔ تلفظ بھی اور املا بھی اسی طرح ہوگا۔

بعض الفاظ یا تو غیر فارسی الاصل ہونے کی وجہ سے جیسے نشو و نما، ہندو و مسلم یا اس وجہ سے کہ واو مادہ کا ماقبل ساکن ہے، جیسے دیو و دد، خدیو و کسریٰ۔ ان میں واو مادہ خود متحرک ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ واو والے الفاظ میں (ی) کا اضافہ ہو یا نہ ہو مرکب عطفی میں ہمزہ نہیں ہوتا۔ لیکن اضافت میں (ے) پر ہمزہ لکھا جاتا ہے جیسے جستجوئے دوست، آرزوئے مسرت، لیکن اس میں بھی اگر واؤ کو متحرک کر دیا جائے تو (ے) پر ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔

سہارا ص۳۸۸

آپ فرماتے ہیں :- "اضافت کی صورت میں ہائے مختفی کے ماقبل کو سہارے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، چوں کہ ہائے مختفی علامتِ اضافت کے طور پر زیر کو قبول نہیں کرتی اس لئے تلفظاً بدل بہ ہمزہ ہو جاتی ہے۔"

زیر کو تو قبول نہیں کرتی، لیکن کیا مرکب عطفی میں ضمہ کو قبول کر لیتی ہے؟ اس ہمزہ کو آپ تقطیع میں مکسور مانیں گے۔ یا ساکن؟ کیا جلوہ و پردہ میں ہائے مختفی مضموم ہو گی یا واو مضموم ہو گا؟ تقطیع میں ہائے مختفی اور واو عطف کا کیا رول ہو گا؟

مفتوح یا مضموم ص۳۹۰

کیسے تیرانداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

یہاں آکر یہ کھلا کہ اپنے اختراعی قاعدے کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے ایک مفروضہ بھی ایجاد کر ڈالا۔ بنائے فاسد علی الفاسد اسی کو کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "واو عطف دونوں صورتوں میں یعنی وہ مفتوح ہو یا مضموم اظہار حرکت کے لئے اس کو کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی" آپ کا نظریہ ہے کہ واو عطف خود مضموم ہوتا ہے، اس کا ماقبل مضموم نہیں ہوتا۔ اس اختراعی اصول کے مطابق مندرجہ ذیل مصرعوں کی تقطیع فرمائیے۔ حروف کے سکون و حرکت اور تلفظ و حذف کی جانچ کے لئے اس سے بہتر کوئی میزان نہیں۔

وہ چپ ہے جو نہ ہوتا تھا تہ دار و رسن خاموش — اگر کمبل سے بہتر جانتے کمخواب و شبنم کو

یگانے زندگی تک ہیں عزیز و اقربائے زند — حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

جب تک ہے جہاں میں گل و گلزار (بحر الفصاحت ص۱۸۱ تا ص۱۹۱)

سادہ و پرکار تر غافل و ہشیار تر (غالب نسخۂ عرشی) — شیشہ و شمع ہی نمایاں ہے (میر مرتبۂ آسی)

خلق کریم و نفس نفیس دا بر مفیض و نائر رحمت — آب بقا و خاک شفا و نار خلیل و باد مسیحا